© rasailojaraid.com

ادبیات

غزل

جناب فضا ابن فیضی

یوں آتشِ ہوس کو دلوں میں ہوا نہ دے
اک دن یہ آگ تیرے ہی گھر کو جلا نہ دے

ڈرتا ہوں سانس لیتے ہوئے اس خیال سے
یہ سیلِ تند جسم کی دیوار ڈھا نہ دے

کچھ اور ہو نہ جائیں جنوں والے بے لباس
عریانیٔ جنوں کو خرد کی قبا نہ دے

ایک ایک حرف مصلحتوں کی زبان ہے
یہ چیز آبروئے سخن کو گھٹا نہ دے

ہر جسم نخلِ دار ہے ہر سانس دستِ سنگ
جینا یہی ہے اب تو مجھے یہ سزا نہ دے

کیا پیچھے مڑ کے دیکھوں کہ وہ رُت گزر گئی
اب اتنی دور جا کے مجھے تو صدا نہ دے

صدیاں گزار دی ہیں اسی شہرِ سنگ میں
دل کی جراحتوں کا مجھے واسطہ نہ دے

بس دو قدم ہے حرف و قلم سے صلیب تک
یہ فاصلہ بھی تیری سیاست مٹا نہ دے

کانٹوں کی داستاں ہوں مجھے کوئی خوش مزاج
تیرے لبوں پہ بوسے کی صورت سجا نہ دے

خاکسترِ حیات ہوں، دامن میں باندھ لے
پیارے تو مجھ کو شعلہ سمجھ کر ہوا نہ دے

آزادیٔ بصیرتِ شاعر مگر فضا
کیا بوئے گل کرے جو صبا راستا نہ دے

© rasailojaraid.com